حضرت عمرؓ کے سرکاری خطوط

۲۔ محاذِ عراق و عجم

از

جناب ڈاکٹر خورشید احمد صاحب فارق
(استاذ ادبیات عربی دہلی یونیورسٹی)

(۸)

۷۵۔ عثمان بن حنیف کے نام

عثمان بن حنیف نے سواد کی پیمائش کے بعد حضرت عمرؓ سے لگان کی شرح دریافت کی تو انھوں نے لکھا:۔

"۱۔ ہر جریب پر خواہ زیرِ کاشت ہو یا افتادہ ایک درہم (تقریباً نو آنے) اور ایک قفیز[۱] مقرر کرو۔

۲۔ انگور کے باغ کی ہر جریب پر دس درہم اور ترکاریوں کی ہر جریب پر پانچ درہم۔ لیکن کھجور اور دوسرے پھل دار درختوں پر لگان نہ لگاؤ۔[۲]

---

۱ قفیز اناج تولنے کا پیمانہ تھا جس میں بارہ صاع آتے تھے۔ صاع کے بارے میں مقدسی نے احسن التقاسیم میں ص ۹۹ پر لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے اس کا وزن آٹھ رطل مقرر کیا تھا جس کو بعد میں مدینے کے گورنر سعید بن عاص نے گھٹا کر ۵ ۱/۳ رطل کر دیا اور یہی وزن رائج ہو گیا رطل تقریباً ایک پونڈ کے مساوی ہوتا ہے۔ اگر صاع آٹھ رطل کا مانا جاتے تو قفیز کا وزن اڑتالیس سیر ہوگا اور اگر صاع ۵ ۱/۳ رطل کا قرار دیا تو قفیز کی مقدار تقریباً بتیس سیر ہوگی۔" ۲ نصب الرأیہ لاحادیث الہدایہ مصر، ۳/۴۰۰۔

۷۶۔ قیصر روم کے نام

جیسا کہ سیف بن عمر کے بیان کردہ خط رقم ۷۳ میں بیان ہوا حضرت عمر نے جزیرہ کی مہم چار افسروں کے سپرد کی تھی جن میں ایک ولید بن عقبہ تھے۔ ولید جزیرہ کے عرب قبائل کو مطیع کرنے پر مامور تھے جب وہ عرب بستیوں میں پہنچے تو لوگ یا تو مسلمان ہو گئے یا جزیہ قبول کیا، مگر قبیلہ ایاد نے اسلام اور جزیہ دونوں سے انکار کر دیا، اس کے سارے افراد جن کی تعداد چار ہزار سے زیادہ تھی، گھر بار چھوڑ کر قیصر روم کی قلمرو میں چلے گئے۔ ولید نے اس کی اطلاع مرکز کو دی تو سیف کا کہنا ہے حضرت عمر نے یہ خط قیصر روم کو لکھا:۔

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ ایک عرب قبیلہ ہمارا ملک چھوڑ کر تمہارے ملک کو چلا گیا ہے۔ میں بتاکید کہتا ہوں کہ اس قبیلہ کو لوٹا دو، بخدا اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو ہم دارالاسلام کے نصاریٰ سے معاہدہ توڑ کر (عرب قبیلہ کے مساوی تعداد) تمہارے ملک کو جلا وطن کر دیں گے۔[۱]"

۷۷۔ ولید بن عقبہ کے نام

جزیرہ میں ایک سربرآوردہ عیسائی عرب قبیلہ تغلب تھا۔ ولید نے ان کو اسلام کی دعوت دی مگر انھوں نے اسلام لانے سے انکار کیا اور کہا کہ ہم جزیہ دے کر اپنے مذہب پر قائم رہنا چاہتے ہیں۔ ولید نے کہا کہ تم عرب ہو اور عرب کو جزیہ دینے کا حق نہیں ہے، تم کو مسلمان ہونا پڑے گا۔ وہ راضی نہ ہوئے۔ ولید نے مرکز کو اطلاع دی تو حسب ذیل جواب آیا:۔

---

[۱] سیف بن عمر طبری ۴/۱۹۸، قیصر روم کے حکم سے قبیلہ ایاد کے چار ہزار آدمی اسلامی قلمرو کو لوٹ آئے، باقی ادھر ادھر روپوش ہو گئے۔ جزیرہ پر مسلمانوں کا قبضہ بقول سیف بن عمر ۱۷ھ اور بقول ابن اسحاق ۱۹ھ میں ہوا۔

"صرف جزیرۂ عرب کے رہنے والے عربوں کے لئے اسلام قبول کرنا ضروری ہے، وہ اگر جزیہ دے کر اپنے مذہب پر قائم رہنا چاہیں تو ان کو یہ حق نہیں دیا جائے گا۔

۲۔ قبیلۂ تغلب کے لوگ اگر اسلام قبول نہ کریں اور جزیہ دینا چاہیں تو ان کو ایسا کرنے دو بشرطیکہ وہ نوزائیدہ بچوں کو عیسائی نہ بنائیں اور نہ کسی عیسائی مرد یا عورت کو مسلمان ہونے سے روکیں"[1]

۷۸۔ سعد بن ابی وقاص کے نام

جزیرہ پر فوج کشی کے موضوع پر سیف بن عمر کی روایت کے بموجب حضرت عمر کا خط اوپر بیان ہوا۔ اس موضوع پر ابن اسحاق نے ذیل کا خط نقل کیا ہے:۔

"خدا نے شام و عراق مسلمانوں کو فتح کرائے۔ اب تم کوفہ سے ایک لشکر جزیرہ کی تسخیر کے لئے بھیجو جس کی کمان ان تین میں سے کسی ایک کے ہاتھ میں ہو:۔ خالد بن عُرفطہ، ہاشم بن عُتبہ، اور عیاض بن غنم۔"[2]

۷۹۔ حُرقوص بن زہیر سعدیؓ کے نام

یہ وہی صحابی ہیں جو بعد میں خارجیوں کے لیڈر ہو کر نہروان میں حضرت علی سے لڑے تھے عُتبہ بن غزوان گورنر بصرہ کے عہد میں ہُرمزان نے جو اہواز اور مہرجانقذف کے صوبوں کا حاکم تھا عربوں کو اہواز اور زیریں عراق سے نکالنے کے لئے صوبہ جبال کے بہادر کُردوں کی مدد سے ایک زبردست فوج تیار کی۔ اس علاقہ پر کئی جگہ مسلمانوں نے سرحدی چوکیاں بنائی تھیں اور مفتوحہ علاقہ کی تنظیم میں مشغول تھے کہ ہُرمزان کی چڑھائی کی خبر آئی۔ یہاں کے سالاروں نے گورنر بصرہ کو حالات سے مطلع کیا اور کمک طلب کی۔ گورنر نے ہُرمزان کی چڑھائی کی خبر حضرت عمر کو لکھ بھیجی۔ انھوں نے

[1] سیف بن عمر، طبری مصر، ۴/۱۹۸ [2] ابن اسحاق، طبری، مصر، ۴/۱۹۶

حرقوص بن زہیر کی سرکردگی میں مدینہ سے کچھ فوج روانہ کی اور اہواز کی ساری فوج کا ان کو سپہ سالار مقرر کیا۔ حرقوص نے آکر ہرمزان کو بمقام سوق الاہواز شکست دی اور رسالے اس کے تعاقب میں بھیجے۔ یہاں گرمی، مچھر اور سانپ، بچھو بہت ہوتے تھے اور غالباً ان سے بچنے کے لئے حرقوص نے اپنا کیمپ اہواز کی ایک پہاڑی پر لگایا جہاں نقل و حرکت دشوار تھی۔ جب حضرت عمر کو معلوم ہوا کہ لوگوں کو وہاں آنے جانے اور سامان فراہم کرنے میں تکلیف ہوتی ہے تو انھوں نے حرقوص کو لکھا:

"مجھے خبر ملی ہے کہ تم ایک دشوار گذار جگہ خیمہ زن ہو جہاں آنا جانا مشکل ہے۔ میری طرف سے تاکید ہے کہ تم اپنے پہاڑی مستقر سے اُتر کر میدان میں پڑاؤ ڈالو تاکہ کسی مسلمان یا معاہد کو تم تک پہنچنے میں دقت نہ ہو۔

۲۔ جو کام تمہارے سپرد ہے اس کی سربراہ کاری میں چُست اور مستعد رہو، ایسا کروگے تو آخرت میں تم کو انعام ملے گا اور دنیا میں بھی سربلند ہوگے۔

۳۔ اپنے فرائض کی انجام دہی میں جلد بازی یا کوتاہی کو نہ آنے دو ورنہ دنیا کا سکھ آرام بھی کھوؤ گے اور آخرت کی سرخروئی بھی۔"[1]

۸۰۔ عتبہ بن غزوان کے نام

اہواز میں شکست کھا کر ہرمزان اپنے پایۂ تخت رام ہرمز چلا گیا۔ عرب رسالے اس کے قلمرو میں ترکتازی کرنے لگے اور ان کی دست درازی اتنی بڑھی کہ ہرمزان صلح کے لئے مجبور ہوگیا۔ اس کی درخواست صلح مان لی گئی اور اس کے تصرف میں جو ضلعے باقی تھے یعنی رام ہرمز، تستر، سوس جندی سابور، بنیان اور مہر جانقذق پر جزیہ اور خراج لگا دیا گیا، سنہ ۱۷ھ اس وقت حضرت عمر نے عتبہ کو لکھا کہ بصرہ کے دس پاکباز فوجی افسروں کا ایک وفد مدینہ بھیجیں۔ اس وفد میں مشہور عرب

[1] سیف بن عمر، طبری ۴/ ۲۱۰۔ ۲۱۱ - ۲۱۲

سردار احنف بن قیس بھی تھے، حضرت عمرؓ کو ان کے قول و فعل پر بڑا اعتماد تھا۔ انھوں نے پوچھا: احنف! کیا مسلمان بصرہ کے ماتحت علاقہ (اہواز اور میسان) کے ذمیوں پر ظلم و ستم کرتے ہیں جس سے پریشان ہو کر وہ بھاگ جاتے ہیں؟ احنف نے کہا کہ مسلمانوں کا سلوک ذمیوں کے ساتھ اچھا ہے اور ان کے بھاگنے کی وجہ مسلمانوں کا ظلم نہیں ہے۔ جب وفد بصرہ جانے لگا تو حضرت عمرؓ نے ان کے ہمراہ عُتبہ کو یہ خط بھیجا:۔

"لوگوں کو ظلم و ستم سے روکو، ڈرو اور چوکنا رہو اس بات سے کہ تمہاری کسی بے وفائی، کسی عہد شکنی یا کسی ستم سے سیادت و حکومت تم سے چھین لی جائے اور کوئی دوسری قوم تم پر غالب ہو جائے، کیوں کہ جو سیادت و حکومت تم نے حاصل کی ہے وہ محض "خدا کی مدد" سے حاصل کی ہے اور یہ مدد راستبازی کے ایک عہد کے ماتحت جو خدا نے تم سے لیا ہے تم کو دی گئی ہے اور اس عہد پر قائم رہنے کی خدا نے تم کو سخت تاکید کی ہے۔ پس ضروری ہے کہ تم خدا کے عہد کو بے کم و کاست پورا کرو اور اس کی مرضی کے مطابق عمل کرو، جب ایسا کرو گے تو اس کی مدد بھی ہمیشہ تمہارے شاملِ حال رہے گی۔"[1]

۸۱- عتبہ بن غزوان گورنر بصرہ کے نام

[علاء بن حضرمی گورنر بحرین سعد بن ابی وقاص کے حریف تھے، دونوں میں مسابقت کا جذبہ تھا علاء سعد سے آگے بڑھنا چاہتے اور سعد، علاء سے۔ علاء کو جب معلوم ہوا کہ سعد نے جنگ قادسیہ میں عظیم الشان فتح حاصل کر کے کسریٰ کی حکومت کی بنیادیں ہلادی ہیں اور عراق میں بڑھتے چلے جارہے ہیں تو ان کے دل میں پُرزور خواہش ہوئی کہ وہ بھی ایران میں کوئی بڑی کامیابی حاصل کریں۔ اُن کو معلوم تھا

---

[1] سیف بن عمر، طبری ۴/۲۱۱-۲۱۲

کہ حضرت عمر بحری فوج کشی کے خلاف ہیں، اس لئے انھوں نے بالا بالا بحرین سے ایران کے جنوبی صوبہ فارس پر سمندر کے راستہ فوج اتاری ابتدائی چند فتوحات کے بعد ان کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ فارسیوں نے ان کے ساحلی مستقر پر قبضہ کیا اور ان کی ساری کشتیاں جلا دیں۔ ایک جنگ طاؤس نامی مقام پر ہوئی جس میں طرفین کو بھاری نقصان پہنچا۔ عرب فوجیں شکستہ حال خشکی کی راہ سے بصرہ کی طرف روانہ ہوئیں۔ فارسیوں نے ہر طرف سے ان کو گھیر لیا۔ حضرت عمر کو جب اس بحری فوج کشی کا علم ہوا تو وہ بہت ناراض ہوئے، اور علاء کو معزول کر کے ان کو سعد کا ماتحت کر دیا۔ دوسری طرف انھوں نے علاء کی فوج کی مدد کرنا ضروری سمجھا اور گورنر بصرہ کو ذیل کا خط لکھا۔

"علاء بن حضرمی نے میری مرضی کے خلاف مسلمانوں کی ایک فوج سمندر کی راہ سے فارس کے ساحل پر اتاری ہے۔

۲۔ میرا خیال ہے ایسا کرتے میں ان کے پیش نظر نہ خدا کی خوشنودی ہے نہ اسلام کا بول بالا۔

۳۔ مجھے اندیشہ ہے وہ (مسلمان) کہیں شکست نہ کھا جائیں یا دشمن کی کسی چال میں نہ پھنس جائیں۔

۴۔ میں چاہتا ہوں کہ تم ان کی مدد کے لئے بصرہ سے ایک فوج بھیجو اور قبل اس کے کہ وہ تباہ کر دئے جائیں ان کو اپنے پاس بلا لو۔"[1]

۸۲۔ علاء بن حضرمی کے نام

تاریخ التواریخ میں علاء بن حضرمی کی فارس پر چڑھائی سنہ ۱۹ھ میں بتائی گئی ہے جب کہ ابو موسیٰ اشعری بصرہ کے گورنر تھے۔ اس کتاب میں چڑھائی کی تفصیلات سیف بن عمر کے بیان سے کئی جگہ مختلف ہیں۔ ایک اہم اختلاف یہ ہے کہ مسلمانوں کی کشتیاں فارسیوں نے تباہ نہیں

---

[1] طبری ۴/۲۱۳

کیں جیسا کہ سیفت کی رائے ہے بلکہ ایک شدید بحری طوفان کی زد میں آکر ڈوبیں:۔

"واضح ہو کہ خدا نے حاکموں کی اطاعت ضروری قرار دی ہے کیونکہ نافرمانی سے اجتماعی نظام کو ضرر پہنچتا ہے۔

۲۔ تم نے میری اجازت بغیر لشکر تیار کیا اور فارس پر چڑھائی کی اور مسلمانوں کو ہلاکت میں ڈالا۔

۳۔ میں نے بصرہ کے حاکم کو لکھا ہے کہ فوراً ایک فوج مسلمانوں کی قوت کے لئے فارس بھیجیں اور تم کو تباہی سے بچائیں۔

۴۔ اب تم کو بحرین واپس جانے کی اجازت نہیں ہے۔ خطرہ سے نکلتے ہی سعد بن ابی وقاص کے پاس پہنچو، اگر میں جانتا کہ تم کو سعد بن ابی وقاص کی ماتحتی سے زیادہ اور کوئی بات ناگوار ہوگی تو وہی کرتا۔"[1]

۸۳۔ مغیرہ بن شعبہ کے نام

[بصرہ کے مؤسس اور گورنر عتبہ بن غزوان کا ۱۶ھ میں انتقال ہوا ان کے بعد بصرہ اور اس کے ماتحت علاقہ کے گورنر مغیرہ بن شعبہ ہوئے۔ عتبہ کے وقت میں یعنی ۱۴ھ سے تا ۱۶ھ نافع بن حارث بن کلدہ ثقفی (مشہور صحابی ابوبکرہ کے بھائی) نے بصرہ کے باہر کچھ اراضی میں باغ لگائے تھے اور ایک سرسبز میدان میں گھوڑے پالے تھے، یہ مدینہ آئے اور حضرت عمرؓ سے کہا کہ میں نے بصرہ کے پاس ایک میدان میں جو کسی ذمی کی ملکیت نہیں ہے گھوڑے پالے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس زمین کے مالکانہ حقوق مجھے عنایت کئے جائیں۔ حضرت عمرؓ نے گورنر کو یہ سفارشی خط لکھا۔]

"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عبداللہ عمر امیر المؤمنین کی طرف سے مغیرہ بن شعبہ کو سلام علیک۔ اس معبود کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی

---

[1] ناسخ التواریخ محمد تقی، بمبئی ۴/ ۳۶۶

عبادت کا مستحق نہیں۔ واضح ہو کہ ابوعبداللہ (نافع) نے مجھے بتایا کہ عتبہ بن غزوان کے وقت سے وہ بصرہ میں کاشت کر رہے ہیں اور انھوں نے سب سے پہلے (اسلامی فوج کو مہیا کرنے کے لئے) گھوڑے پالے ہیں۔ لائق تحسین اور حوصلہ افزائی ہے نافع کا یہ اقدام! اس میں تم جو ان کی مدد کر سکتے ہو بے دریغ کرو۔ وہ زمین جو ان کے تصرف میں ہے بطور جائداد ان کو دے دو، بشرطیکہ وہ نہ تو کسی ذمی کی ملکیت ہو، اور نہ اہل جزیہ کے دریاؤں یا نہروں سے اس کو سیراب کیا جاتا ہو۔"[1]

دوسری روایت کی رو سے یہ سفارشی خط مغیرہ کو نہیں بلکہ ان کے جانشین ابوموسیٰ اشعری کو لکھا گیا تھا جو محرم ۱۷ھ بصرہ کے گورنر ہوئے، اور خط کا مضمون یہ تھا:۔

"ابو عبداللہ نے دِجلہ کے دہانہ کے قریب ایک قطعہ زمین گھوڑے پالنے کے لئے مجھ سے مانگی ہے اگر یہ قطعہ ذمیوں کی زمین پر نہ ہو اور نہ ذمیوں کی نہروں سے سیراب ہوتا ہو تو ان کو بطور جائداد دے دو۔"[2]

۴۸۔ مغیرہ بن شعبہ کے نام

[مُغیرہ بن شعبہ جب بصرہ کے گورنر تھے (یعنی ۱۶ھ تا محرم ۱۷ھ) تو ایک خاتون اُمِ جمیل ان کے گھر آیا کرتی تھی، یہ شریف خاندان کی عورت تھی جس کا خاوند جنگ میں مارا گیا تھا۔ شوہر کے بعد اُس کی مالی حالت خراب ہوئی اور وہ بصرہ کے بڑے گھروں میں مالی مدد کے لئے آتی جاتی تھی مغیرہ صنفی میلان کے لئے مشہور تھے۔ بعض راویوں کا کہنا ہے کہ ان کو اُمِ جمیل سے محبت بھی تھی مغیرہ کے کمرہ کی کھڑکی کے سامنے ابوبکرہ کی کھڑکی کھلتی تھی۔ ابوبکرہ کو مغیرہ سے کد تھی، مغیرہ ان کی طرف بڑھتے مگر ابوبکرہ ان سے کٹتے۔ ابوبکرہ کا خیال تھا کہ مغیرہ میں وہ اخلاقی طہارت نہیں جو مسلمانوں کے امام

---

[1] فتوح البلدان مصر، ص ۳۵۶ [2] فتوح البلدان، مصر، ص ۳۵۹

کے لئے ضروری ہے۔ ایک دن جب کہ مغیرہ اپنی بیوی سے مشغول تھے جن کی صورت اُمِ جمیل سے ملتی تھی، ہوا کے جھوکے سے ابو بکرہ اور مغیرہ کے کمروں کی کھڑکی کھل گئی۔ ابو بکرہ اس کو بند کرنے اٹھے تو سامنے مغیرہ کو مشغول دیکھا، وہ سمجھے کہ اُمِ جمیل ہے انھوں نے اپنے تین ساتھیوں کو جن سے وہ باتیں کر رہے تھے بلا کر یہ نظارہ دکھایا اور جب مغیرہ نماز پڑھانے نکلے تو ان کا راستہ روک لیا اور مسجد جانے سے باز رکھا۔ لوگوں نے مداخلت کی اور ابو بکرہ کو مشورہ دیا کہ مرکز سے شکایت کریں، گورنر کو نماز پڑھانے سے نہ روکیں۔ ابو بکرہ مع گواہوں کے مدینہ گئے۔ حضرت عمر ان کی شکایت سن کر دم بخود رہ گئے، انھوں نے صحابی ابو موسیٰ اشعری کو بلایا اور کہا: میں تم کو بصرہ کا گورنر بناتا ہوں جہاں شیطان نے انڈے دیئے ہیں۔ یہ خط مغیرہ کو دو اور بلا تاخیر ان کو مدینہ بھیج دو۔ خط کا مضمون یہ تھا:۔

"مجھے ایک سنگین خبر موصول ہوئی ہے جس کے زیر اثر ابو موسیٰ کو بصرہ کا گورنر بنا کر بھیج رہا ہوں، ان کو حکومت کا چارج دے کر فوراً ادھر کا رُخ کرو۔"

اس خط کے ساتھ بصرہ کے باشندوں کے نام یہ خط بھیجا:۔

۸۵۔ بصرہ کے باشندوں کے نام

"میں ابو موسیٰ کو تمہارا گورنر بنا کر بھیج رہا ہوں تاکہ وہ

۱۔ ظالموں کے مقابلہ میں مظلوموں کی مدد کریں۔

۲۔ تمہاری مدد سے تمہارے دشمنوں کے ساتھ جنگ کریں۔

۳۔ ذمیوں کی جان و مال اور حقوق کی نگرانی کریں۔

۴۔ تمہارا خراج وصول کریں اور اس کو تم پر صرف کریں۔ اور

۵۔ راستوں کو خطرہ سے محفوظ رکھیں۔"[1]

---

[1] طبری ۴/۲۰۷، مغیرہ پر الزام اور مدینہ میں ان کے کھلے مقدمہ کا سب سے زیادہ مفصل تذکرہ اغانی میں بیان ہوا ہے۔

۸۶- سعد بن ابی وقاص کے نام

یزدجرد کو جب معلوم ہوا کہ ایک طرف عربوں نے سمندر سے قلب ایران یعنی صوبۂ فارس پر اور دوسری طرف بصرہ سے صوبۂ اہواز پر یورش شروع کر دی ہے تو وہ بہت پریشان ہوا اور اس نے اہواز اور فارس کے ارباب اقتدار سے خط وکتابت کی اور ان کو اکسایا کہ عربوں کو اپنے پیارے ملک سے نکالنے میں وتن، من، دھن کی بازی لگا دیں۔ چنانچہ اہواز کے ان شہروں میں جو از روئے معاہدۂ ہرمزان براہ راست مسلمانوں کے زیر تصرف نہ تھے شد و مد سے عسکری تیاری ہونے لگی۔ جب اہواز کے کمانڈر انچیف حرقوص اور دوسرے ضلع کمانڈروں کے پاس اس تیاری کی خبریں آئیں اور یہ افواہ گرم ہوئی کہ ہرمزان عہد شکنی کر کے عنقریب حملہ کرنے والا ہے تو انھوں نے ایک طرف حضرت عمر کو اور دوسری طرف بصرہ کے نئے گورنر ابو موسیٰ اشعری کو صورتِ حال سے مطلع کیا اور کمک مانگی۔ حضرت عمر نے کوفہ کے گورنر سعد کو یہ ارجنٹ خط بھیجا:-

"اہواز کے مورچہ پر بہت جلد ایک بڑی فوج بھیجو جس کے سالارِ اعلیٰ نعمان بن مقرن ہوں۔ اس فوج کے حسب ذیل افسر سوید بن مقرن عبداللہ بن ذی السہمین، جریر بن عبداللہ حمیری، اور جریر بن عبداللہ بجلی رسالے لے کر ہرمزان کے مستقر کا رخ کریں اور وہاں تحقیق کریں کہ اس کے بارے میں جو افواہ گرم ہے کہاں تک درست اور اس کے ارادے کیا ہیں"[1]

۸۷- ابو موسیٰ اشعری کے نام

سعد کو مذکورہ بالا خط لکھنے کے بعد ذیل کا فرمان ابو موسیٰ اشعری کو جو اس

[1] سیف بن عمر طبری ۴/ ۲۱۴ - ۲۱۵

وقت بصرہ کے گورنر تھے، ارسال کیا:-

"ایک بڑی فوج اہواز کے محاذ کو بھیجو جس کے سالارِ اعلیٰ سُہیل بن عدیؓ ہوں اور اُن کے ماتحت سالاروں میں یہ لوگ ہوں:- عرفجہ بن ہرثمہ، حُذیفہ بن محصن، عبدالرحمٰن بن سہل اور اور حُصین بن معبد (ان میں سے کئی اس فوج کے سالار بھی رہ چکے تھے جو بصرہ سے علاء حضرمی کی فوج کو نکالنے فارس بھیجی گئی تھی) بصرہ اور کوفہ کی متحدہ فوجوں کی کمان ابوسبرہ بن رُہم (صحابی) کے سپرد کرو۔ جو فوجیں بطور کمک بعد میں آئیں وہ بھی ابوسبرہ ہی کے ماتحت ہوں گی"[1]

---

[1] سیف بن عمر، طبری ۴/۲۱۵

العلم والعلماء

یہ جلیل القدر امام حدیث علامہ ابن عبدالبر کی شہرۂ آفاق کتاب "جامع بیان العلم وفضلہ" کا نہایت صاف اور شگفتہ ترجمہ ہے۔ مترجم کتاب مولانا عبدالرزاق صاحب ملیح آبادی اس دور کے بے مثال ادیب اور مترجم سمجھے جاتے ہیں، موصوف نے یہ ترجمہ حضرت مولانا ابوالکلام آزاد کے ارشاد کی تعمیل میں کیا تھا۔ ندوۃ المصنفین سے شائع کیا گیا ہے۔ علم اور فضیلتِ علم کے بیان، اہل علم کی عظمت اور ان کی ذمہ داریوں کی تفصیل پر خالص محدثانہ نقطۂ نظر سے آج تک کوئی کتاب اس مرتبہ کی شائع نہیں ہوئی، اس متبرک کتاب کی ایک ایک سطر سونے کے پانی سے لکھنے کے لائق ہے، ایک زبردست محدث کی کتاب اور ملیح آبادی صاحب کا ترجمہ، موعظتوں اور نصیحتوں کے اس عظیم الشان دفتر کو ایک دفعہ ضرور پڑھئے۔ صفحات ۳۰۰ بڑی تقطیع قیمت چار روپے آٹھ آنے۔ مجلد پانچ روپے آٹھ آنے۔